شبیر احمد خاں غوری

علم منطق۔ ایک اجمالی جائزہ۔ دورِ عبوری

ارسطو سے ابن المقفع تک

ارسطو کے تلامذہ اور جانشین

ارسطو نے ۳۲۲ ق۔م میں وفات پائی اور اُس کا بھانجا اور شاگرد ثاؤفرسطس اس کا جانشین ہوا اُس نے ۲۸۸ اور ۲۸۶ ق۔م کے مابین پچاسی سال کی عمر میں انتقال کیا اور اسٹراٹو طبیعی اُس کا جانشین ہوا۔ وہ اٹھارہ سال مشائی جماعت (پیروانِ ارسطو) کا صدر رہا۔ ۲۷۰ میں اسٹراٹو کے بعد لائکوس براہِ جماعت ہوا جو تقریباً چالیس سال تک اس عہدے پر فائز رہا۔ اس کے بعد پہلے ارسٹو اور پھر کریٹولاس صدر جماعت ہوئے۔ مؤخر الذکر کا جانشین ڈائیوڈورس اور ڈائیوڈورس کا جانشین ازمینوس ہوا[۱] بعد کے مشائی معلمین کی تفصیل تاریخ نے محفوظ نہیں رکھی، صرف اتنا معلوم ہے کہ جس وقت قیصر اوغسطس نے مصر پر حملہ کیا، اندرونیقوس اس جماعت کا صدر تھا[۲]

یہ لوگ مشائی تعلیمات کو نسلاً بعد نسلٍ منتقل کرتے رہے اور ثاؤفرسطس اور اسٹراٹو کے بعد سوائے تفصیلات میں کہیں کہیں ردوبدل کرنے کے اہم علمی مسائل میں کوئی نیا راستہ اختیار نہیں کیا[۳] بایں ہمہ ثاؤفرسطس کے بعد معلمین نے خود اُن مباحث پر کتابیں تصنیف کیں جن پر ارسطو نے اپنی کتابیں لکھی تھیں۔ اس کے نتیجے میں ارسطو اور بعد کے معلمین کی تصانیف خلط ملط ہوگئیں، تا آنکہ پہلی صدی قبل مسیح میں اندرونیقوس نے اصل ارسطاطالیسی تصانیف کا مستند ایڈیشن تیار کیا[۴]

---

[۱] ویلہلم نسیل: مختصر تاریخ فلسفہ یونان (مترجمہ خلیفہ عبدالحکیم) ۱۸۳-۱۸۷

[۲] ابن ابی أصیبعہ: عیون الانباء فی طبقات الاطباء۔ الجزء الثانی ۱۳۴-۱۳۵

[۳] مختصر تاریخ فلسفہ یونان۔ ۱۸۷

[۴] عیون الانباء فی طبقات الاطباء الجزء الثانی ۱۳۵

مگر تاریخ نے تاؤفرسطس کے سوا اور کسی معلم کے نام کو محفوظ نہیں رکھا جس نے ارسطو کی کسی کتاب کی شرح لکھی ہو۔ ابن الندیم صرف تاؤفرسطس کو ارسطاطالیسی منطق کی کتب ہشت گانہ میں سے "قاطیغوریاس" اور "بادی ارمناس" کا شارح بتاتا ہے۔[۵] مگر آگے چل کر اس کی طرف منسوب "شرح قاطیغوریاس" کو منحول اور جعلی قرار دیتا ہے۔[۶]

بعد ارسطاطالیسی فلسفہ اور ارسطو کے حریف

یونانی فلسفے کی ہزار سالہ طویل تاریخ چار ادوار میں تقسیم کی جاتی ہے، جن میں سے دوسرا دور ارسطو کی وفات پر ختم ہو گیا۔ تیسرے دور میں افلاطون اور ارسطو کے متبعین کے علاوہ تین مکاتب فکر مشہور ہیں :- ابیقوریہ، رواقیہ اور ارتیابیہ۔

ابیقوری نظام کا بانی ابیقورس (۳۴۱ - ۲۷۰ ق۔م) تھا جو فلسفہ لذت پرستی کا بانی ہے۔[۷] اس کے متبعین اصولاً مادہ پرست تھے۔ اس لیے تجربیت پر زور دیتے تھے اور "ادراک حسی"[۸] پر غیر مشروط اعتماد کرتے تھے۔ ابیقورس نے اس موضوع پر (canon) کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی تھی، جس میں کلیدی مسئلہ یہ تھا کہ قضایا کو صحیح نتیجہ نکالنے کے لیے کس طرح ترتیب دینا چاہیے۔[۹]

رواقی جماعت کا بانی زینون رواقی تھا (۳۳۶-۲۶۴ ق۔م)[۱۰] اس کے فلسفے کی غرض و غایت اخلاقیات کے لیے ایک معقول اساس مہیا کرنا تھا۔ رواقیہ فلسفے کو ایک کھیت سے تشبیہ دیتے تھے، جس میں منطق احاطہ کے، طبیعیات زمین کے اور اخلاقیات پھل کے مشابہ ہیں[۱۱] لہٰذا وہ اپنا مطالعہ منطق سے

---

۵ ابن الندیم : الفہرست ۔ ۳۶۱

۶ ایضاً ۳۶۳

۷ Thelly, Frank: History of Philosophy (Central Book Depot, Allahabad, 1949) - 87

۸ Ibid - 88

۹ مختصر تاریخ فلسفہ یونان ۔ ۱۸۹

۱۰ Weber, Alfred: History of Philosophy (New York, 1925) - 106

۱۱ مختصر تاریخ فلسفہ یونان ۔ ۱۸۹

شروع کرتے تھے اور اسی لیے اُنھوں نے صوری منطق پر بہت زیادہ توجہ کی تھی۔ اُنھوں نے ارسطو کی فہرست "مقولات" پر بھی نظر ثانی کی تھی۔

ارتیابیت رائج الوقت فلسفی نظاموں کی ادعائیت کے ردِ عمل کے طور پر پیدا ہوئی تھی۔ چونکہ متشککین امکان علم ہی کے منکر تھے۔ لہٰذا اُن کے یہاں حصولِ معرفت کی تنقیح و تہذیب کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جو منطق کی کوئی ضرورت ہو۔

اسکندریہ کا مدرسہ فلسفہ

سکندر اعظم کی وفات (۳۲۳ ق م) کے بعد اُس کی وسیع سلطنت اُس کے سپہ سالاروں میں تقسیم ہوگئی۔ مصر بطلیموس منطقی کے حصے میں آیا۔ اُس کا جانشین بطلیموس فیلاڈلفیوس ہوا، جس نے اسکندریہ کا مشہور کتب خانہ قایم کیا۔ غالباً اُسی کی علم دوستی نے ایتھینز کے مشائی معلمین کو اسکندریہ کھینچ بلایا۔

یونانی فلسفے کی جدید تاریخوں کے انداز بیان سے ایسا مترشح ہوتا ہے کہ یہ مشائی اساتذہ ایتھینز ہی میں مقیم رہے جہاں ارسطو تعلیم دیتا تھا۔ لیکن مسعودی نے "کتاب التنبیہ و الاشراف" میں اپنی ایک اور کتاب "فنون المعارف و ما جری فی الدہور السوالف" کا حوالہ دیا ہے، جس میں اُس نے اس بات کی تفصیل لکھی تھی کہ :-

"کیف انتقل مجلس التعلیم من اثینة الی الاسکندریہ من بلاد مصر وجعل اغسطس الملك بما قتل قلوپطرہ الملکة التعلیم بمکانین : الاسکندریہ و رومیہ۔" [۱۲]

مجلس تعلیم ایتھنز سے مصر کے شہر اسکندریہ میں کس طرح منتقل ہوئی۔ اور جب بادشاہ آگسٹس نے ملکہ قلوپطرہ کو قتل کر دیا تو (التنبیہ فلسفے کی) تعلیم کو دو جگہ اسکندریہ اور شہر روم میں رواج دیا۔

اس بطلیموسی خاندان میں بقول فارابی تیرہ بادشاہ ہوئے۔ آخری تاجدار ملکہ قلوپطرہ (Cleopatra) تھی۔[۱۳]

---

[۱۲] المسعودی : التنبیہ والاشراف - ۱۲۱

[۱۳] عیون الانباء فی طبقات الاطباء الجزء الثانی ۱۳۵

اور ان کے عہد حکومت میں بارہ معلّمین فلسفہ ہوئے اور جب قیصر اوغسطس نے قلوپطرہ کو قتل کیا تو اندرونیقوس مدرسۂ فلسفہ کا صدر تھا ۔

ارسطاطالیسی تصانیف کی متنی تنقید

جب قیصر اوغسطس مصر پر قابض ہوگیا تو بقول فارابی اُس نے مدرسۂ فلسفہ کے کتب خانے کا معائنہ کیا ۔ یہاں اُسے ارسطاطالیسی تصانیف کے وہ نسخے بھی ملے جو مصنف یا اُس کے شاگرد ثاؤفرسطس کے زمانے میں لکھے گئے تھے اور اُن جوامع کے نسخے بھی ملے جو بعد کے فلاسفہ و معلمین نے تیار کی تھیں ۔ لہذا اُس نے ارسطو اور ثاؤفرسطس کی زندگی میں لکھے ہوئے نسخوں کو نقل کرایا اور بعد کے معلّمین کی جوامع کو نظر انداز کردیا ۔ اس مستند ایڈیشن کے دو سیٹ تیار کرائے گئے ۔[۱۴] ایک اوغسطس اپنے ہمراہ روم لے گیا اور دوسرا اسکندریہ کے مدرسے میں چھوڑ گیا ۔ وہ اپنے ہمراہ اندرونیقوس کو بھی لے گیا ، جو اسکندریہ میں اپنا نائب چھوڑ گیا ۔ اس طرح فلسفے کی تعلیم دو جگہ ہونے لگی ۔ ایک اسکندریہ میں اور دوسرے روم میں ۔

یونانی فلسفے کا چوتھا دور

اس دور کی فکری سرگرمیاں دور ماقبل (بعد ارسطاطالیسی دور) کی تفکیر کا ردعمل تھیں ۔ پیرہو اور اقادیمیا کی تشکیک ، اس عہد کے تفکر پسند طبقے کی آرزوئے عرفان و حقیقت رسی کا استیصال نہیں کر سکی ، نہ ابیقورس کی میکانکیت خلاق کائنات کے متعلق اُس کے جذبۂ تلاش و جستجو کو دبا سکی اور نہ وہ رواقیہ کی تقلید میں خود کو " ارادہ کلیہ " کی رضا کے ساتھ راضی بنا سکا ۔[۱۵] خود روح عصر کے سینہ میں " توجہ الی المعبود " کا جذبہ انگڑائیاں لے رہا تھا ۔

اس لیے ایک گروہ نے اس جذبے کی تشفی کے لیے مشرقی ادیان بالخصوص یہودیت کا سہارا لیا اور توریت کی تعلیم کو افلاطونی فلسفے کی روشنی میں پیش کرنا چاہا ۔ " یہ یونانی یہودی " فلسفہ تھا ، جس کا علمبردار فائلو تھا ۔

---

[۱۴] عیون الانباء فی طبقات الاطباء الجزء الثانی ۱۳۵

[15] Thilly: History of Philosophy (Central Book Depot, Allahabad) 108

دوسرے گروہ نے "فیثا غورثی مقدمات" کی اساس پر ایک عالمی مذہب کی تعمیر کی کوشش کی۔ نوفیثا غورثیت" ہے۔

تیسرے گروہ نے "افلاطونی" تعلیمات کو مذہبی فلسفے کی شکل میں ڈھالنا چاہا۔ اس تجدید افلاطونیت کا نام "نوفلاطونیت" ہے [۱۶]

موخرالذکر کے یہاں فائلو کی طرح "تشبیہہ" و "تجسیم" کے ردعمل نے "تنزیہہ مفرط" کی شکل اختیار کرلی جو "تعطیل" کا دوسرا نام ہے اور اس طرح ان لوگوں کو قومی مذہب (یونانی دیومالا) کی مدافعت کا ایک بہانہ ہاتھ آگیا۔ ان کے بارے میں ولیم نیسل کہتا ہے :

"یہ فلسفی متعدد دیوتاؤں کی پرستش کے آخری حامی تھے۔ لیکن تکثیر نے ان کے یہاں فلسفیانہ توجیہہ اختیار کرلی تھی۔" [۱۷]

جہاں تک علم منطق کی ترقی کا تعلّق ہے نوفیثا غورثی جماعت کے کچھ ارکان نے بھی اس طرف توجہ دی۔ ولیم نیسل کہتا ہے کہ "منطق میں اس جماعت (نوفیثا غورثیت) کی کارگزاری کا ثبوت دوسری کتابوں کے علاوہ اس تصنیف سے بھی ملتا ہے جو ارکیٹوس (ارخوطاس) کے نام سے منسوب کی گئی۔ ۔ ۔ ۔ اس میں ارسطو کے انداز پر نظریہ قاطیغوریات (مقولات) سے بحث کی گئی ہے۔ لیکن اکثر مسائل میں ارسطو سے الگ راستہ اختیار کیا ہے۔" [۱۸] مگر زیادہ اہم اور وقیع خدمات نوفلاطونی حکما نے انجام دی ہیں، ولیم نیسل کہتا ہے :۔

> "تیسری صدی کے اختتام سے پیشتر ہی ارسطاطالیسی معلومات کا خاص مقام نوافلاطونی جماعت تھا۔ تھیمسٹس (تامسطیوس) جیسے لوگ افلاطونی کہلانے کے بجائے مشائی کہلانا زیادہ پسند کرتے تھے۔ لیکن وہ درحقیقت ایک حد تک ارسطو کے محض شارح تھے اور ایک حد تک انتخاب پسند تھے۔ [۱۹]

---

[۱۶] حوالہ مذکور

[۱۷] مختصر تاریخ فلسفہ یونان۔ ۲۴۷

[۱۸] ایضاً ۲۵۸

[۱۹] ایضاً ۲۵۸

نو فلاطونی جماعت کا بانی اور پیشوا فلاطینوس تھا، جس کا شاگرد اور اس جماعت کا دوسرا رکن رکین فرفوریوس (۲۳۲-۳۰۴ء) تھا۔ اُستاد کی تعلیمات کی توضیح و تدوین کے علاوہ علم منطق کی تاریخ میں اُس کی حسب ذیل خدمات قابلِ ذکر ہیں ۔

۱ - اُس نے ارسطو کی منطقی کتابوں میں سے حسبِ تصریح ابن الندیم قاطیغوریاس اور باری ارمینیاس کی تفاسیر لکھیں۔[۵۲۰]

۲ - جب لوگوں نے اُس سے منطق کے عسیر الفہم ہونے کی شکایت کی تو اُس نے کہا کہ (ارسطو جیسے عظیم متفکر) حکیم کا کلام قابلِ فہم ہونے کے لیے ایک تعارفی مقدمے کی ضرورت ہے کیونکہ (اس کے بغیر) ہمارے زمانے کے طلبہ اس کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے اُس نے کتاب "ایساغوجی" کو تصنیف کیا اور اُس کو ارسطاطالیسی منطق کی کتب ہشت گانہ کے اوّل میں بڑھا دیا۔[۵۲۱] اس طرح منطق کی کتابیں بجائے آٹھ کے نو ہو گئیں ۔

۳ - ارسطو نے "محمولات" کی تعداد چار قرار دی تھی ؛ تعریف، جنس، خاصہ اور عرض عام ۔ فرفوریوس نے اس اسکیم سے "تعریف" کو ساقط کر دیا اور اس کے بجائے "نوع" اور "فصل" کا اضافہ کر دیا ۔ اس طرح محمولات پانچ ہو گئے : نوع، جنس، فصل، خاصہ اور عرض عام ۔ مسلمان منطقی اُنھیں "کلیات خمسہ" کہتے تھے، جس کا یونانی ترجمہ "ایساغوجی" ہے۔ حاجی خلیفہ کہتے ہیں -

" ایساغوجی وھو لفظ یونانی معناہ الکلیات الخمس ۔ ۔ ۔ وھو باب من الابواب التسعة للمنطق وقال بعضھم فی ضبطہ "

ایساغوجی یونانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی کلیات پنجگانہ کے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ اور مبحث منطق کے ابواب نہگانہ میں سے ایک ہے ۔ کسی شاعر نے اُنھیں اس طرح ضبط کیا ہے ۔

جنس و فصل و نوع و خاص و عرض عام　　جملہ را ایساغوجی کردند نام[۵۲۲]

---

[۵۲۰] ابن الندیم : الفہرست - ۲۶۱ ، ۲۶۲

[۵۲۱] ابن القفطی - تاریخ الحکما - ۲۵۶ - ۲۵۷

[۵۲۲] حاجی خلیفہ : کشف الظنون ، الجزء الاول - ۱۰۴

ابن الندیم نے مندرجہ بالا کے علاوہ اُس کی ایک اور کتاب بھی بتائی ہے جس کا نام ہے، "کتاب المدخل الی القیاسات الحملیہ"۔ [۲۳]

نوفلاطونی جماعت کا تیسرا اہم رکن ابا مبخس ہے جو بہ یک وقت نوفیثا غورثی اور نوفلاطونی ہے۔ اُس نے فلسفے کو اپنے قومی مذہب کی شرک و تکثیر کا آلۂ مدافعت بنایا۔ لیکن شرک و تکثیر اور توہم پرستی کی فلسفیانہ توجیہہ کے علاوہ منطق میں بھی اُس نے خدمات شائستہ انجام دیں۔ ابن الندیم اُسے ارسطاطالیسی منطق کی کتب ثمانیہ میں سے قاطیغوریاس اور باری ارمینیاس کا مفسر بتاتا ہے۔[۲۴] لیکن دوسری جگہ وہ اول الذکر کی اُس کی طرف نسبت کو منحول و مشکوک بتاتا ہے۔ [۲۵]

بعد ارسطاطالیسی فلسفے کے دور میں

تمتع زہر گوشہ یافتم

کے مصداق ایک "انتخابیت" کی تحریک چلی تھی۔ عہد پیش نظر میں اس کا رکن رکین حکیم جالینوس تھا جو طب کے ساتھ فلسفے میں بھی ید طولیٰ رکھتا تھا۔ اس نے ارسطو کی "باری ارمینیاس" (کتاب العبادہ) کی تفسیر لکھی تھی۔[۲۶] اس کے علاوہ اُس نے منطق میں کچھ مستقل کتابیں بھی لکھی تھیں جن میں سب سے اہم "کتاب البرہان" ہے۔[۲۷] اس میں پندرہ مقالے تھے۔ اس کا موضوع یہ تھا کہ جو اُمور ضرورۃً بیّن ہوں اُن کی تبیین کا کیا طریقہ ہے۔ اسکندر افرودیسی نے اس کے آٹھویں مقالے کا رد لکھا تھا۔ ابن ابی اُصیبعہ نے اُس کی دو اور کتابوں کا ذکر کیا ہے:

۱۔ کتاب فی القیاسات الوضعیہ

۲۔ کتاب فی قوام الصناعات [۲۸]

---

[۲۳] ابن الندیم: الفہرست ۳۶۸

[۲۴] ایضاً ۳۶۲

[۲۵] ایضاً

[۲۶] ایضاً

[۲۷] عیون الانباء فی طبقات الاطبا: الجزء الاول۔ ۱۰۰

[۲۸] ایضاً

جالینوس ہی کا معاصر اسکندر افرودیسی تھا۔ دونوں میں اکثر مناظرے رہتے تھے۔ چنانچہ اسکندر افرودیسی نے جالینوس کی کتاب البرہان کے آٹھویں مقالے کا رد لکھا تھا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ مگر اسکندر نے ارسطو کی اکثر تصانیف کی شرح و تفسیر لکھی ہیں۔ اس وجہ سے وہ نہ صرف "اسکندر شارح ارسطو" کہلاتا تھا[۲۹] بلکہ بیہقی کے لفظوں میں زمانہ قبل اسلام کے دو حکیموں میں سے دوسرا حکیم تھا (پہلا ارسطا طالیس تھا) ارسطو کی منطقی تصانیف میں سے اسکندر نے قاطیغوریاس، باری ارمینیاس، انولوطیقا، ابودیقطیقا، طوبیقا اور سوفسطیقا کی شرحیں لکھی تھیں۔[۳۰]

نوفلاطونی جماعت کا تیسرا رکن رکین ایاملخس تھا (جیسا کہ اوپر مذکور ہوا)۔ اس کے شاگردوں میں قیصر یولیانیس بھی تھا (جو اپنی فلسفہ پرستی کی بنا پر "مرتد" کہلاتا تھا)[۳۱] موخرالذکر کا کاتب ثامسطیوس بھی تھا۔

ثامسطیوس ایک غالی نوفلاطونی کا شاگرد ہونے کے باوجود، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا خود کو ارسطو کا پیرو (مشائی) کہلانا زیادہ پسند کرتا تھا۔ چنانچہ اُس نے بقول ابن الندیم قاطیغوریاس، انالوطیقا ابودیقطیقا اور طوبیقا کی شروح و تفاسیر لکھی تھیں۔[۳۲]

نوفلاطونی مکتب فکر کی جو شاخ ایتھینز میں تھی اُس کا ایک علم بردار برقلس تھا (۴۱۱ - ۴۸۵ھ)۔ اُس کے شاگردوں میں دو حکیم زیادہ مشہور ہیں؛ امونیوس اور دمسقیوس۔

امونیوس نے حسب روایت ابن الندیم قاطیغوریاس اور طوبیقا کے پہلے چار مقالوں کی شرح لکھی تھی۔[۳۳]

دمسقیوس اپنے وقت میں ایتھینز کے مدرسہ فلسفہ کا صدر تھا۔ اُسی کے زمانۂ صدارت میں

---

[۲۹] بیہقی : تتمہ صوان الحکمہ - ۱۶

[۳۰] ابن الندیم : الفہرست

[۳۱] ایضاً

[۳۲] ایضاً

[۳۳] ایضاً

قیصر جسٹینان نے اس مدرسے کو بند کرکے یہاں کے فلاسفہ کو جلاوطن کردیا تھا اور وہ لوگ دمسقیوس کی قیادت میں ایران کے ساسان دربار میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے (۵۲۹ء) جو لوگ دمسقیوس کے ہمراہ گئے اُن میں اُس کا شاگرد سنبلیقوس بھی تھا جو بیک وقت منطقی، فلسفی اور ریاضی دان تھا۔

سنبلیقوس نے قاطیغوریاس کی شرح لکھی تھی۔

مسیحیت کی ابتدا

قیصر آگسٹس کے فتح مصر کے کچھ عرصہ بعد مسیحیت مبعوث ہوئی۔

رومن سلطنت میں بادشاہ پرستی کا رواج ایک عام بات تھی۔ مصر میں بھی اس کی اُصولاً مخالفت نہیں ہوئی کیونکہ وہاں صدیوں پہلے فرعون نے اعلان کردیا تھا کہ "انا ربکم الاعلیٰ" مگر مسیحیت ابھی۔

وقضیٰ ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ ۰

کے ازلی و ابدی حکم خداوندی کو فراموش نہ کرپائی تھی۔ مسیحیت تو بنیادی طور پر تورات اور اُس کے "احکام عشرہ" کی تذکیر کے لیے ظہور میں آئی تھی اور ان "احکام عشرہ" کی کلیدی تعلیم تھی کہ۔

"Thou shalt not bow down before them, nor serve them"[۳۴]

لیکن حکمران طبقے نے اُن کے اس "اتباع حکم ازلی" کو اُن کے جذبۂ بغاوت پر محمول کرکے اُنھیں اپنی جھوٹی خدائی اور باطل خواجگی کے لیے ایک عظیم خطرہ سمجھ لیا۔ نیرو کے زمانے میں مسیحیت مصر میں داخل ہوئی اور اسی زمانے سے عیسائیوں پر جور و تعدّی کا سلسلہ شروع ہوا جو تقریباً تین صدی تک جاری رہا تا آنکہ۔

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

کے مصداق خود قیصر قسطنطین اعظم نے مسیحی مذہب اختیار کرکے اُسے مملکتی مذہب بنادیا (۳۲۴ء)

ان تین صدیوں میں عیسائیوں کو صرف جسمانی اذیتوں ہی میں مبتلا نہیں کیا گیا، روحانی تکالیف بھی پہنچائی گئیں اور یہ فریضہ فلاسفہ نے انجام دیا۔ پہلے رواقیوں نے اور پھر نو فلاطونیوں نے، چنانچہ ولیم نیسل نے رواقیوں کے بارے میں لکھا ہے:۔

---

۳۴ توریت مقدس

" رائج الوقت مذہب پر اگر کوئی شدید حملہ ہو تو وہ مذہب کی ہر طرح حمایت کرتے تھے۔۔۔۔ مارکس آریلیوس نے عیسائیوں پر جو جبر و تشدد کیا وہ قومی مذہب کی نسبت اُن کے تعصب پر دلالت کرتا ہے۔" ۳۵

دوسری جگہ وہ نوفلاطونیت کے دوسرے رکن رکین فرفوریوس صوری کے بارے میں لکھتا ہے ۔

" عیسائیوں کے خلاف پندرہ دفتروں میں وہ اپنے قومی مذہب کی حمایت کرتا ہے۔" ۳۶

لیکن اس پورے عرصے میں جیسا کہ فارابی کہتا ہے، اسکندریہ کا مدرسۂ فلسفہ اُسی انداز پر کام کرتا رہا جس پر اندرونیقوس نے اُس کی تنظیم کی تھی ۔ چنانچہ فارابی، اندرونیقوس کی اصلاحات کے ذکر کے بعد کہتا ہے :

فصار التعلیم فی موضعین وجری الامر علی ذلک الی ان جائت النصرانیہ۔" ۳۷

" اس طرح فلسفے کی تعلیم دو جگہ (اسکندریہ اور روم میں) ہونے لگی اور اُسی طور پر کام ہوتا رہا یہاں تک کہ ملک کا عام مذہب مسیحیت ہو گیا۔"

اس طرح فارابی نے مدرسۂ اسکندریہ میں منطق کی تعلیم کے تین سو سال کی تاریخ کو دو لفظوں میں ادا کر دیا " وجری الامر علی ذلک" (اور اسی طرح کام چلتا رہا)

غالباً اس عرصے میں کوئی غیر معمولی یا قابل ذکر واقعہ بھی نہیں ہوا جو فارابی جیسے سکون پسند فلسفی کے نقطۂ نظر سے اہم ہوتا۔ ارسطاطالیسی منطق کی آٹھ (یا چھ کتابیں) جن کا اندرونیقوس نے مستند ایڈیشن مرتب کیا سب کی سب بغیر کسی کمی کے پڑھائی جاتی ہیں ۔

مسیحی تعصب و تنگ نظری

مملکتی مذہب بنتے ہی مظلوم و ستم رسیدہ مسیحیت خود ظالم و ستمگار بن گئی ۔ قیصر تاؤڈوسیوس (۳۷۹-۳۹۵) کے تخت نشین ہونے پر رومی مملکت کے باشندوں کو بالجبر عیسائی بنایا جانے لگا ۔ مندر توڑ دیے گئے۔ مگر جب سرافیس کے مندر کو منہدم کیا گیا تو بطلیموس فیلاڈلفوس نے جو دُنیا کی عظیم ترین لائبریری (کتب خانہ سکندریہ)

---

۳۵ مختصر تاریخ فلسفہ یونان ۔ ۲۱۱

۳۶ ایضاً ۔ ۲۸۵

۳۷ عیون الانباء فی طبقات الاطباء الجزء الثانی ۔ ۱۳۵

یہاں قائم کی تھی وہ بھی اس مذہبی جنون میں تباہ ہوگئی ۔

مسیحی تعصب و تنگ نظری نے مندروں کے انہدام ہی پہ بس نہیں کیا، بلکہ فلسفے کے مدارس و مکاتب کو بھی اسکندریہ سے نکل جانے پر مجبور کیا۔ پانچویں صدی کی ابتدا میں سائرل اسکندریہ کا بطریق مقرر ہوا۔ اُس کے اشارے سے فلاسفہ پر حملہ ہوا اور عقیل و فہیم ہائی پیشیا جو اسکندریہ کی نو فلاطونی جماعت کی صدر تھی بڑی بیدردی سے قتل کی گئی [۳۸] (۴۱۵ء)

عیسائی مسلمانوں پر کتب خانہ اسکندریہ کے جلانے کا الزام لگاتے ہیں، مگر یہ لائبریری تو چوتھی صدی ہی میں ختم ہو چکی تھی، چنانچہ کربفئس ملن کہتا ہے :

"چوتھی صدی میں شہر اسکندریہ کے اندر کسی لائبریری کا وجود نہیں ملتا ۔ نہ یہ فرض کرنے کی ضرورت ہے کہ کسی مذہبی یا ملکی حاکم نے اُس کی حفاظت کی ہو [۳۹] ۔ اسی طرح اسکندریہ کی قدیم تاریخ کا ماہر خصوصی بریشیا کہتا ہے :۔

"یہ بات مشکل ہے بلکہ شاید ناممکن کہ ہم چوتھی صدی کے بعد اسکندریہ میں کسی واقعی بڑی لائبریری کا وجود فرض کر سکیں۔"

بریشیا کے اس قول پہ ماکس مایرہوف حسب ذیل اضافہ کرتا ہے :۔

"اور میں اس کے ساتھ یہ اضافہ کرتا ہوں کہ اس زمانے میں کسی عام فلسفی مدرسے کا وجود فرض کرنا بھی بہت مشکل ہے کیونکہ اس وقت سے مذہبی تعصب بڑھتا گیا اور اس نے وثنی معلمین و متعلمین دونوں کے لیے زندگی دشوار کر دی ۔" [۴۰]

پھر بھی کسی نہ کسی طرح فارابی کے اساتذہ نے اپنے مدرسۂ فلسفہ کو باقی رکھا جو پہلی صدی ہجری کے آخر تک اسکندریہ میں کسی نہ کسی طرح چلتا رہا۔ بعد ازاں انطاکیہ میں، وہاں سے حران میں اور آخر کار بغداد میں منتقل ہو گیا۔ [۴۱]

---

[۳۸] مختصر تاریخ فلسفۂ یونان ۔ ۲۸۸

[۳۹] Milne Crafton: History of Egypt under Roman Rule (London, 1921) - 25

[۴۰] عبدالرحمن البدوی : التراث الیونانی فی الحضارۃ الاسلامیہ ۔ ۷۱

[۴۱] عیون الانباء فی طبقات الاطباء، الجزء الثانی ۔ ۱۳۵

(تفصیل آگے آئے گی)

مسیحی تعصب نے اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ منطق جیسے بے ضرر فن کے ایک معتد بہ حصے کو بھی خارج از تعلیم کردیا۔ چنانچہ فارابی کہتا ہے:۔

"جاءت النصرانیه فبطل التعلیم من رومیه ۔۔۔۔ واجمعت الاساقفة وتشاوروا فیما یترك من هذا التعلیم ومایبطل فرأوا ان یعلم من کتب المنطق الی آخر الاشکال الوجودیة ولا یعلم بعده لانهم رأوا فی ذلك ضرراً علی النصرانیه" ۴۲

مسیحیت کا رواج ہوا۔ پس (فلسفے کی تعلیم) روم سے ختم کردی گئی ۔۔۔ اور پادری لوگ جمع ہوئے اور باہم مشورہ کیا کہ اس تعلیم میں سے کس قدر باقی رکھا جائے اور کس قدر ختم کردیا جائے۔ لہذا اُن کی یہ رائے ٹھہری کہ منطقی کتابوں میں سے اشکال وجودیہ تک کی تعلیم دی جائے اور اُس کے بعد کا حصہ نہ پڑھایا جائے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ یہ باقی علوم مسیحیت کے لیے مُضر ہیں۔

اس علمی تنگ نظری کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ ارسطا طالیسی منطق کے یونانی تراجم ہمیشہ (منطق کی آٹھ کتابوں میں سے تیسری کتاب) انا لوطیقا کی ساتویں فصل (اشکال الوجودیہ) پر ختم ہوجاتے ہیں۔ ۴۳

مسیحی فرقہ واریت

مسیحی تنگ نظری نے خود اپنی جماعت میں بھی فرقہ بندی کو جنم دیا۔ عجیب بے سروپا مسائل پیدا ہونے لگے جن میں موشگافیاں ان پادریوں کا منتہائے نظر تھیں۔ چوتھی صدی کے آخر میں اہم مسئلہ یہ تھا کہ مسیح علیہ السلام میں لاہوتیت اور ناسوتیت کا امتزاج کس طرح ممکن ہے۔ ایک فرقہ اُن کی ناسوتیت کا شدت سے قائل تھا۔ اُنہی متشددین کا شاگرد نسطوریوس تھا، وہ ۴۲۸ء میں قسطنطنیہ کا بشپ مقرر ہوا۔ مگر وہاں "فادر خدا" کا عقیدہ عام تھا جس کی نسطوریوس نے بڑی شدت سے تردید کی لیکن اسکندریہ

---

۴۲ عیون الانباء فی طبقات الاطباء الجزء الثانی ۔ ۱۳۵

۴۳ التراث الیونانی فی الحضارة الاسلامیه ۔ ۴۴

کے بشپ سائرل نے اس تردید کی بڑی سختی سے مخالفت کی۔ بات بڑھتی گئی اور آخر کار نسطوریوس کو ملعون اور خارج از کلیسا قرار دیا گیا۔ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ مارا مارا پھرتا رہا تا آنکہ ۴۴۰ء میں مرگیا۔

لیکن مسئلہ نسطوریوس کے خارج از کلیسا قرار دینے سے حل نہیں ہوا۔ کیونکہ اس کونسل نے جس نے نسطوریوس کو کلیسا باہر کیا تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں دو فطرتوں (لاہوتیت اور ناسوتیت) کو تسلیم کیا تھا مگر اسکندریہ کے بہت سے پادری اس عقیدے سے بیزار تھے، اور بھی وجوہات تھیں جن کی بنا پر اس فرقے کی شورش پسندانہ سرگرمیاں بڑھتی گئیں۔ وہ کبھی کامیاب ہو جاتے اور کبھی ناکام، جس کی تفصیل تطویل لاطائل کی مصداق ہے۔ یہ فرقہ حضرت عیسیٰ میں دو فطرتوں کے بجائے " ممزوج فطرت واحدہ " کا قائل ہے، لہذا انگریزی میں " مونوفزائٹ " کہلاتا ہے، اور چونکہ چھٹی صدی کے نصف اوّل میں یعقوب برذعانی نام کے ایک شخص نے اس کی تبلیغ و اشاعت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا تھا، لہذا عربی میں یعقوبیہ (یا یعاقبہ) کہلاتا ہے۔

نسطوریوس نے اپنی آتش نوائی سے بہت سے ہمنوا پیدا کر لیے تھے، مگر رومن سلطنت کے مغربی صوبوں میں اُسے مقبولیت حاصل نہ ہو سکی۔ البتہ اُنھوں نے مشرق میں ایرانی رومی سرحد پر شہر الرہا (یا ایڈیسہ) میں جہاں ایرانی عیسائی تعلیم پاتے تھے، اپنا مرکز بنانا چاہا۔ مگر اس عرصے میں یعقوبی فرقہ بھی ظہور میں آچکا تھا، وہ بھی الرہا کی سیادت کا مدعی تھا۔ لہذا شروع میں نساطرہ کو کامیابی نہیں ہوئی۔ مگر سائرل کی وفات کے بعد ایباس جو ایک پرجوش نسطوری تھا الرہا کے مدرسے پر قابض ہو گیا۔ مگر یعقوبی فرقہ بھی چین سے نہیں بیٹھا اور ایباس کی وفات (۴۵۷ء) کے بعد یعقوبیوں کا پھر غلبہ ہو گیا اور نسطوری علما الرہا سے نکال دیے گئے۔

نساطرہ کی علمی خدمات

نساطرہ چونکہ دوسرے فرقوں کے مقابلے میں زیادہ معقولیت پسند تھے، لہذا وہ اپنے مذہب کی تائید کے لیے یونانی فلسفے سے بھی مدد لیتے تھے۔ اس لیے ہر نسطوری مبلغ جس طرح مسیحیت کا مبشر تھا، یونانی فلسفے کا معلم بھی ہوتا تھا۔ چنانچہ ایباس نسطوری نے جو ۴۳۵ء میں الرہا کے مدرسے پر قابض ہو گیا تھا، سب سے پہلے فرفوریوس کی " ایساغوجی " کا سریانی میں ترجمہ کیا[۵۴] اس سے

[۵۴] التراث الیونانی فی الحضارة الاسلامیہ۔ ۵۴

نسطوری مدارس میں منطق کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ایباس کے شاگرد بروبا (Brobas) نے "ایساغوجی" نیز "باری ارمینیاس" "انالوطیقا" اور "سوفسطیقا" پر تعلیقات لکھیں۔ ۴۵

چھٹی صدی مسیحی کے دو نسطوری مترجمین خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ایک بولس فارسی اور دوسرا ابوالقشقری۔ یہ دونوں خسرو انوشیرواں کے درباری تھے۔ بولس نے منطق پر ایک رسالہ لکھ کر نوشیرواں کے نام معنون کیا تھا۔

اگلی (ساتویں) صدی کے مشہور نسطوری علما سلوانوس القردی، حنانیشو اور شمعون الراہب (المعروف بطیموس الطبیب) تھے۔ حنانیشو نے ۶۵۰ء کے قریب منطق پر ایک مقالہ لکھا تھا۔

آٹھویں صدی کے مشہور نسطوری علما مارابھا، یوشع بخت، دنخا اور طیما ثاوس تھے۔ مارابھا نے ارسطاطالیسی منطق پر تعلیقات لکھیں، دنخا نے علوم طبیعیہ کی ایک دائرۃ المعارف مرتب کی۔ ۴۶ طیما ثاؤس نے خلیفہ مہدی (۱۵۸ - ۱۶۹ھ) کے عہد خلافت میں اُس کے کاتب ابو نوح نصرانی کے ساتھ مل کر "طوبیقا" کا سریانی سے عربی میں ترجمہ کیا۔ ۴۷

نویں صدی کے نسطوری علما یوحنا بن ماسویہ وغیرہ کا ذکر عہد اسلام کی منطقی سرگرمیوں کے ضمن میں آگے آئے گا۔

یعاقبہ کی علمی خدمات

یعقوبی فرقے کا اعتنا زیادہ تر نوطب کے ساتھ رہا، مگر انھوں نے منطق اور فلسفے کی تعلیم میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں۔ پانچویں صدی میں اس فرقے کا مشہور عالم سویرس یعقوبی تھا جو مسیحیت اختیار کرنے سے پہلے ارسطاطالیسی فلسفے میں تبحر حاصل کر چکا تھا۔ اگلی (چھٹی) صدی کا سب سے بڑا یعقوبی مترجم سرجیوس الراس عینی تھا۔ اُس کا نام دانائی اور صحت ترجمہ کے لیے عرصے تک ضرب المثل بنا رہا۔ طب کے علاوہ اُس نے منطق میں "ایساغوجی" اور "قاطیغوریاس" کا ترجمہ کیا تھا۔ نیز منطق میں ایک مستقل

---

۴۵ التراث الیونانی فی الحضارۃ الاسلامیہ - ۵۴

۴۶ ایضاً ۵۵

۴۷ ایضاً ۱۱۶

کتاب سات جلدوں میں لکھی تھی۔ دوسرے یعقوبی مترجمین میں یونان الاپامی، اصطفن، بارصدیلہ اور اخودیما مشہور ہیں۔ ایک اور مترجم نے جس کا نام معلوم نہیں ہے "اثولوجیا" کا ترجمہ کیا تھا۔[۷۸]

ساتویں صدی کا سب سے بڑا یعقوبی مترجم سویرس سی بوخت تھا۔ اس نے "باری ارمینیاس" پر تعلیقات لکھیں،[۷۹] انالوطیقا پر ایک مقالہ بطور تعلیقات تحریر کیا، نیز ریطوریقا (Rhetorana) کے معضلات کو حل کیا۔

سویرس کے دو شاگرد تھے: اتناسوس البلدی جس نے دوبارہ "ایساغوجی" کا سریانی میں ترجمہ کیا اور یعقوب الرہاوی۔ ان دونوں کا شاگرد جرجیس اسقف العرب تھا جو ۶۸۶ء میں اس عہدے پر مقرر ہوا تھا۔ اس نے "قاطیغوریاس"، "باری ارمینیاس"، اور "انالوطیقا" کا سریانی میں ترجمہ کیا۔ ہر کتاب کے شروع میں مقدمہ لکھا اور متن پر تعلیقات۔

بعد کے سریانی مترجمین کی سرگرمیاں ہمارے موضوع سے خارج ہیں کیونکہ نویں صدی مسیحی سے باقاعدہ عربی میں ترجمہ ہونے لگا اور عہد اسلام کے منطق کی تاریخ شروع ہوئی۔

لیکن نسطوری و یعقوبی علما اور عہد اسلام میں منطق کے آغاز کے درمیان ابھی ایک کڑی اور باقی ہے اور وہ ہے ایرانی فضلا کی علمی و حکمی سرگرمیاں۔

ایران قدیم میں فلسفہ و حکمت کی گرم بازاری

ایران ہمیشہ سے فلسفہ و حکمت کا گہوارہ رہا ہے۔ کم از کم خود ایرانیوں کا یہی خیال تھا۔ سکندر کی فتح ایران کے بعد دونوں ملکوں میں علمی روابط قائم ہوئے۔ اشکانی خاندان یونانی ادب کا انتہائی احترام کرتا تھا حتیٰ کہ بادشاہ مہرداد نے اپنا لقب "مشتاق یونان" رکھا تھا۔

ساسانیوں کے زمانے میں بھی "یونان پسندی" جاری رہی۔ اردشیر بابکان اور شاپور اوّل نے بہت سی کتابوں کا یونانی سے پہلوی میں ترجمہ کرایا۔ ابن الندیم لکھتا ہے:۔

"ملك اردشیر بن بابک ... فبعث الی بلاد الھند والصین فی الکتب التی کانت

---

[۷۸] التراث الیونانی فی الحضارۃ الاسلامیہ - ۵۵

[۷۹] ایضاً

قبلهم والی الروم . . . . وفعل ذلك من بعده ابنه سابور حتی نسخت تلك الکتب کلها بالفارسیة "۔ ۵۰

"جب اردشیر بابکان بادشاہ ہوا . . . . تو اس نے ہندوستان، چین اور روم سے جو کتابیں ان کے یہاں تھیں منگائیں . . . . اس کے بعد اس کے بیٹے شاپور نے بھی اس علمی سرپرستی کو جاری رکھا ۔ اس طرح یہ کتابیں فارسی میں ترجمہ ہوئیں ۔

لیکن یونانی فلسفے کے ساتھ زیادہ اعتنا ساسانی تاجدار فیروز (۴۵۹ ۔ ۴۸۴ء) کے زمانے سے شروع ہوا جب کہ نسطوری علما جو رومن امپائر میں جائے پناہ حاصل کرنے سے مایوس ہو چکے تھے بارصوما کی قیادت میں ایران کے اندر پناہ کی تلاش میں آئے اور نصیبین میں اپنا مدرسہ قائم ۔

۵۳۱ء میں خسرو انوشیرواں بادشاہ ہوا ۔ فلسفہ و حکمت کے ساتھ اُس کے اعتنا و شغف کی داستانیں یونان و روم تک پہنچ گئی تھیں ۔ لہذا جب ۵۲۹ء میں قیصر جسٹینیان نے ایتھنز کے مدرسۂ فلسفہ کو بند کرا کے فلاسفہ کو جلاوطن کیا تو یہ لوگ نوشیرواں ہی کے یہاں پناہ لینے پر مجبور ہوئے کیونکہ بقول گبن:

" اُنھوں نے سنا تھا اور اُنھیں یقین تھا کہ افلاطون کی جمہوریت ایران کی استبدادی حکومت میں متشکل ہو گئی ہے اور ایک وطن دوست بادشاہ سب سے زیادہ نیکوکار اور بابرکت قوم پر حکومت کرتا ہے "

نوشیرواں نے بھی اُنھیں ہاتھوں ہاتھ لیا اور منطق و طب کی بہت سی کتابوں کا فارسی میں ترجمہ کرایا ۔

نوشیرواں نے عیسائیوں کے مدرسہ نصیبین کے انداز پر جندی سابور میں ایک مدرسہ قائم کیا ۔ اس نئے مدرسے کے مروجہ نصاب سے کُتّاب (یا دبیران) کا طبقہ سب سے زیادہ مستفید ہوا کیونکہ اُنھیں اپنے پیشے کے مقتضیات سے عہدہ برآ ہونے کے لیے خطابت کے ساتھ مروجہ علوم حکمت سے واقفیت بہم پہنچانا ضروری تھا جیسا کہ نظامی عروضی سمرقندی نے لکھا ہے ۔

" دبیری صناعتے است مشتمل بر قیاسات خطابی و بلاغی . . . . پس، دبیر باید کہ . . . . از قیاسات منطقی بعید و بیگانہ نباشد ۔ ۵۱

---

۵۰ ابن الندیم : الفہرست ۲۴۷ ۔ ۲۴۸

۵۱ نظامی عروضی سمرقندی : چہار مقالہ

اس طرح یونانی منطق و فلسفہ کو طبقۂ کُتّاب یا دبیران میں غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی۔ یہاں تک کہ اُنھوں نے ان علوم کی کتابت کے لیے دو دو مستقل رسم الخط نیم گستج اور راس مہر بہ ایجاد کیے جو صرف منطق اور طب کی کتابوں کی کتابت کے لیے مخصوص تھے۔[۵۲] بنا بریں یونانی فلسفہ اور ارسطاطالیسی منطق کی بہت سی کتابیں پہلوی زبان میں ترجمہ ہوئیں جو صدرِ اسلام کے مجوسی طبقۂ کتّاب میں بہت زیادہ مقبول تھیں۔ پھر جب دیوان کتابت فارسی سے عربی میں منتقل ہوا تو کتّاب کی علمی زبان بھی عربی ہوگئی اور اب اُنھوں نے یونانی کتابوں کے ان پہلوی تراجم کا عربی میں ترجمہ کیا، چنانچہ ابن الندیم لکھتا ہے:

وقد كان الفرس نقلت فى القديم شيئاً من كتب المنطق والطب الى اللغة الفارسية فنقل ذلك الى العربى عبد الله بن المقفع وغيره۔"[۵۳]

" اور ایرانیوں نے قدیم زمانے میں منطق اور طب کی بعض کتابوں کا فارسی (پہلوی) زبان میں ترجمہ کیا تھا۔ ان پہلوی تراجم کو عبد اللہ ابن المقفع وغیرہ نے عربی میں ترجمہ کیا۔"

اور اس طرح ارسطاطالیسی منطق جو دورِ عبوری میں ارسطو کے مصری المسکن شاگردوں سے شروع ہوا، عہدِ اسلام میں مسلمان فضلا تک پہنچا جن کا بادی و بانی عبد اللہ ابن المقفع ہے۔[۵۴]

---

۵۲ ابن الندیم: الفہرست ۲۶، ۲۷

۵۳ ایضاً ۳۵۱

۵۴ قاضی صاعد اندلسی: طبقات الامم ۷۷